بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

ترجمان القرآن ایک طویل جبری التوا کے بعد از سر نو جاری ہو رہا ہے۔ اس التوا کی ساری ذمہ داری حکومت مغربی پنجاب کے محکمہ پریس برانچ کے کارکنوں پر عائد ہوتی ہے جن کی فرض شناسی اور با ضابطگی کا معیار اس حد تک گر چکا ہے کہ ترجمان القرآن کے ڈیکلریشن پر پرنٹر پبلشر کا نام بدلنے کی درخواست ایک دفتر سے دوسرے دفتر میں دو چار دن اور دو چار ہفتے نہیں، پورے پانچ ماہ گھمایا جاتا رہا ہے اور اسے بظاہر دانستہ جا بجا انبار کاغذات میں دفن رکھا گیا ہے۔ بہرحال یہ درخواست منازل ہفت خواں طے کر کے جب لوٹی تو ایک ہزار روپیہ نقد ضمانت کا مطالبہ ساتھ لے کے آئی۔ اب یہ رقم داخل خزانہ کرنے کے بعد ہم اس قابل ہوئے ہیں کہ خدا کے دین کی خدمت کے اس سلسلے کو از سر نو جاری کر سکیں جو ۱۹۳۲ء سے ہزارہا افراد کی صحیح ذہنی و اخلاقی تربیت کے لئے قائم چلا آ رہا تھا۔

یہ پہلا موقع ہے کہ ترجمان القرآن مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی کی ادارت ہی سے نہیں بلکہ ان کی مشورت و رہنمائی سے بھی پوری طرح محروم ہو کر نکل رہا ہے۔ یہ خلا ترجمان القرآن کے دفتر و ادارے کے لئے بھی اور اس کے پانچ ہزار خریداروں اور بیس پچیس ہزار ناظرین کو بھی بشدت محسوس ہوگا۔ پھر معاملہ صرف ترجمان القرآن ہی کا نہیں، بلکہ تحریک اسلامی کی سرگرمیوں کے ہر پہلو میں مولینا کی نظر بندی کی وجہ سے ایک مستقل کمی ہے جو بہرحال ایک آزمائش کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ملک کے اسلام پسند عناصر کے لئے یہ آزمائش ابھی کب تک مقدر ہے۔

مولینا اور ان کے رفقا کی ناجائز نظر بندی کے خلاف، اسلامی اخلاق کی پابندی کے ساتھ جماعت اسلامی ہی نہیں، ملک کی دوسری بہت سی جماعتیں گوشے گوشے سے صدائے احتجاج بلند کر رہی ہیں۔ لیکن جہاں معاملہ قانون و عدالت سے ہوا ہی نہیں بلکہ پبلک سیفٹی ایکٹ کی اندھیر گردی سے ہو ——— جو بنایا ہی اسلئے

گیا تھا کہ جہاں اقتدار قانونی کارروائی کرنے کا راستہ نہ پا سکے، وہاں وہ اس ایکٹ کے ذریعے جرم ثابت کیے بغیر اپنے حریفوں پر غیر قانونی جبر کر سکے ——— وہاں حکومت اتنی عالی ظرف اور جمہوریت نواز ہو گی کہاں کہ وہ رائے عام کی ایک سنجیدہ صدائے احتجاج کو سن کر اپنے غلط اقدام پر شرمسار ہو اور اپنی ظالمانہ روش کی تلافی کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ یہاں چنگیزیت اتنی عُریاں ہے کہ اس کے خلاف صبر سے بہتر کوئی طریقِ احتجاج نہیں ہے۔ اور ہمارا ایمان یہ ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ !

اپنی جگہ یہ حقیقت بہت واضح ہے کہ نظر بندانِ راہِ حق کی نظر بندی خود ایک خاموش مگر انتہائی مؤثر صدائے احتجاج بن چکی ہے۔ ایک طرف یہ نظر بندی پاکستان کے عام اسلام پسند عناصر کو نظامِ اسلامی کے نصب العین پر متحد کر رہی ہے۔ دوسری طرف اس نظر بندی کے ذریعے قراردادِ مقاصد کے مصنفین کی نیتوں اور عزائم کا بھول خوب اچھی طرح کھل رہا ہے۔ پھر یہ نظر بندی سیفٹی ایکٹ کے اندر کے راج کی اس قباحت کو نمایاں کر رہی ہے جو تعزیریں عاید کرتا ہے مگر کوئی فردِ جرم نہیں لگاتا اور تشدد کرتا ہے لیکن کھلی عدالت میں اپنے مظلومین کا سامنا نہیں کر سکتا۔

بہر حال یہ نظر بندی پاکستان کے حکمرانوں کے لئے بھی اور اسیرانِ راہِ حق کے لئے بھی اور اسلامی نظام کے جملہ آرزومندوں کے لئے بھی ایک امتحان ہے جس میں یہ واضح ہو جائے گا کہ کون کیا ہے اور خدا اور اس کے دین سے کس کا معاملہ کیسا ہے ؟

اسلام نے دنیا پر ایک یہی احسان نہیں کیا کہ زندگی کی تعمیر و تنظیم کے لئے بہترین اصول فراہم کر دیئے اور سیاست و تمدن اور معیشت و معاشرت کا بہترین نظام مہیا کر دیا، بلکہ اس سے کچھ زیادہ دُور رس احسان اس کا یہ تھا کہ اس نے اپنے غلبہ کے ہر دور میں انسانیت کو صالح اور پاکیزہ قیادت بہم پہنچائی ہے۔ اس نے سفرِ حیات کے لئے اقوامِ عالم کو بار بار مضبوط اور تیز رفتار گاڑی ہی بنا کر نہیں دی ہے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس نے فرض شناس اور خدمت پذیر اور ایثار کیش اور محنتی اور جفاکش سنت اور ذہین ڈرائیور بھی تربیت کر کے دیئے ہیں۔ دنیا کی امامت و پیشوائی کے لئے ہمیشہ قوموں کے اس قیمتی جوہر اور مکھن کو کھینچ کر اوپر لاتا رہا ہے، جس کی فطرت بجائے خود بھی صالح